بحث و نظر

"اَلاَصلُ فِی الاَشیَاءِ الاِبَاحَة"

——— نور احمد شاہتاز' لیکچرر جامعہ کراچی ———

حکمت قرآن کے شمارہ دسمبر ۹۳ء میں جناب محمد یونس جنجوعہ صاحب کا مضمون "ان البدعة تهدی الی المعصیة" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ مضمون کا عنوان' مضمون میں شامل بعض تعریفات و اصطلاحات کی تشریح' مفروضات' اور ان مفروضوں پر قائم کردہ نتائج' مسلّمہ اصولوں کے خلاف ہیں۔ اس لئے فاضل مضمون نگار کے مکمل احترام کے ساتھ چند معروضات پیش خدمت ہیں' جن کی اشاعت سے مضمون کے مطالعہ سے پیدا ہونے والے بعض شکوک و شبہات کا ازالہ مقصود ہے۔ فاضل مضمون نگار نے بدعت کی جو تعریف بیان فرمائی ہے وہ کچھ اس طرح ہے :

"دین اسلام کی اصطلاح میں ہر وہ کام بدعت کہلاتا ہے جو بظاہر کتنا ہی اچھا دکھائی دیتا ہو مگر نہ تو اس کا وجود عہد رسالت مآب ﷺ میں اور نہ ہی خلافت راشدہ میں ملتا ہو' بلکہ وہ سراسر بعد کی ایجاد ہو۔"

بدعت کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے فاضل مقالہ نگار لکھتے ہیں :

"بدعت کے لغوی معنی نئی اور انوکھی چیز کے ہیں۔"

ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر فاضل مضمون نگار بدعت کی تعریف اور لغوی معانی بیان کرتے ہوئے دیانت داری سے کام لیتے اور بدعت کے وہ تمام معروف معانی و مسلّمہ تعاریف ذکر کر دیتے جو اہل لغت اور علماء متقدمین نے بیان کی ہیں' لیکن افسوس کہ فاضل مضمون نگار نے صرف بدعتِ مطلقہ کے معنی و تعریف بیان کر کے ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور عام قاری کے ذہن پر بدعت کا ایسا مفہوم مرتسم کرنے کی کوشش کی ہے کہ مصالح مرسلہ' مستحبات اور مندوبات بھی قابل نفرت و مکروہ محسوس ہونے لگیں۔(۱)

مشہور لغوی عالم علامہ شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) نے "کتاب التعریفات"

میں بدعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :

"البدعة هي الفعلة المخالفة للسنة"

یعنی بدعت وہ کام ہے جو خلافِ سنت ہو۔

علامہ ابن منظور افریقی نے "لسان العرب" میں بدعت کے معنی بیان کرتے ہوئے طویل اقتباس نقل کیا ہے اور حدیث "كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ" ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو یہ ہے کہ ہر نیا کام بدعت ہے تو اس نئے کام سے مراد وہ کام ہے جو خلافِ اصولِ شریعت ہو اور سنت کے موافق نہ ہو۔ ان کے الفاظ ہیں :

"يحمل الحديث الاخر ((كل محدثة بدعة)) انما يريد ما خالف اصول الشريعة ولم يوافق السنة"(۳)

علامہ ابن منظور نے ابن رشید جزری (متوفی ۶۰۶ھ) کا بدعت کے بارے میں مندرجہ ذیل اقتباس "النہایہ" سے نقل کیا ہے جو بدعت کی تعریف کے سلسلہ میں جامع و مانع ہے۔ فرماتے ہیں :

"البدعة بدعتان' بدعة هدى وبدعة ضلال' فما كان في خلاف ما امر الله به ورسوله صلى الله عليه وسلم فهو في حيز الذم والانكار' وما كان واقعا تحت عموم ما ندب الله اليه وحض عليه الله اورسوله فهو في حيز المدح' ومالم يكن له مثال موجود كنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فهو من الافعال المحمودة' ولا يجوز ان يكون ذلك في خلاف ما ورد الشرع به لان النبي ﷺ قد جعل له في ذلك ثوابا' فقال : ((مَن سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً كان لهٗ أجرَها واجرَ مَنْ عَمِلَ بِهَا)) وقال في ضده : ((وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيهِ وِزرُها وَوِزرُ مَن عَمِلَ بِهَا))۔ وذلك اذا كان في خلاف ما امر الله به ورسوله ﷺ"(۴)

یعنی بدعت کی دو قسمیں ہیں' بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ۔ جو کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے خلاف ہو وہ مذموم اور ممنوع ہے اور جو کام کسی

ایسے عام حکم کے ذیل سے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے مستحب قرار دیا ہو یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس حکم پر ابھارا ہو اس کام کا کرنا محمود ہے۔ اور جن کاموں کی مثال پہلے موجود نہ ہو، جیسے سخاوت کی اقسام اور دیگر نیک کام تو وہ اچھے کام ہیں بشرطیکہ وہ خلاف شرع نہ ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کاموں پر ثواب کی بشارت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "جس شخص نے کسی اچھے کام کی ابتداء کی اس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور جو لوگ اس اچھے کام کو اپنائیں گے (اس پر عمل کریں گے) ان کے عمل کا اجر بھی ملے گا، اور جو کوئی برے کام کی ابتداء کرے اس پر اپنی برائی کا وبال بھی ہو گا اور جو لوگ اس برائی کو کریں گے ان کا وبال بھی اس پر ہو گا"۔ اور یہ اس وقت ہے جب وہ کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے خلاف ہو"

اہلِ لغت کی بیان کردہ مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ بدعت کی یہ تعریف جو فاضل مضمون نگار نے کی ہے کہ ہر وہ کام جو بظاہر کتنا ہی اچھا دکھائی دیتا ہو مگر نہ تو اس کا وجود عہدِ رسالت میں اور نہ ہی خلافت راشدہ میں ملتا ہو، درست نہیں۔ بلکہ بدعتِ مطلقہ کی تعریف یہ ہو گی کہ :

"ہر وہ نیا کام جو خلافِ اصول شریعت ہو اور موافقِ سنت نہ ہو بدعت کہلائے گا۔"

اس کی مزید وضاحت و تائید اہل علم کے دیگر اقوال و آراء سے بھی ہوتی ہے۔ علامہ طاہر پٹنی (متوفی ۹۸۶ھ) مجمع بحار الانوار میں بدعت کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں :

"بدعت کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعتِ حسنہ اور دوسری بدعتِ سیئہ۔"(۵)

علامہ نووی شارح صحیح مسلم، تہذیب الاسماء واللغات میں بدعت پر نہایت محققانہ بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"البدعة بكسر الباء فى الشرع هى احداث مالم يكن فى عهد رسول الله ﷺ وهى منقسمة الى حسنة وقبيحة۔ قال الشيخ الامام المجمع على امامته وجلالته وتمكنه فى انواع العلوم وبراعته ابو محمد عبدالعزيز بن عبدالسلام رحمه الله ورضى الله عنه فى آخر كتاب

القواعد: البدعة منقسمة الى واجبة' ومحرمة' ومندوبة' ومكروهة' ومباحة' قال: والطريق في ذلك ان تعرض البدعة على قواعد الشريعة' فان دخلت فى قواعد الايحاب فهى واجبة' او فى قواعد التحريم فمحرمة' اوالندب فمندوبة' او المكروه فمكروهة' اوالمباح فمباحة- وللبدع الواجب امثلة منها الاشتغال بعلم النحو الذى يفهم به كلام الله تعالى وكلام الرسول ﷺ وذلك واجب' لان حفظ الشريعة واجب ولايتاتى حفظها الابذلك ومالم يتم الواجب الابه فهو واجب' الثانى حفظ غريب الكتاب والسنة من اللغة' الثالث تدوين اصول الدين واصول الفقه' الرابع الكلام فى الحرح والتعديل و تمييزالصحيح من السقيم' وقد دلت قواعد الشريعة على ان حفظ الشريعة فرض كفاية فيما زاد على المتعين ولايتاتى ذلك الابما ذكرناه' وللبدع المحرمة امثلة منها مذاهب القدرية والحبرية والمرجئة والمحسمة والرد على هئولاء من البدع الواجبة- وللبدع المندوبة امثلة منها احداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد فى العصر الاول' ومنها التراويح والكلام فى حقائق التصوف وفى الحدل' ومنها جمع المحافل للاستدلال ان قصد بذلك وجه الله تعالى- وللبدع المكروهة امثلة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف- وللبدع المباحة امثلة منها المصافحة عقب الصبح والعصرومنها التوسع فى اللذيذ من المآكل والمشارب والملابس والمساكن ولبس الطيالسة وتوسيع الاكمام' وقد يختلف فى بعض ذلك فيجعله بعض العلماء من البدع المكروهة

ویحمله آخرون من السنن المفعولة فی عهد رسول الله ﷺ فما بعده' وذلک کالاستعاذة فی الصلاة والبسملة۔ هذا آخر کلامه' وروی البیهقی باسناده فی مناقب الشافعی عن الشافعی رضی الله عنه قال : المحدثات من الامور ضربان' احدهما ما احدث مما یخالف کتابًا او سنة او اثرًا' او اجماعًا فهذه البدعة الضلالة' والثانیة مااحدث من الخیر لاخلاف فیه لواحد من العلماء وهذه محدثة غیرمذمومة' وقد قال عمر ﷺ فی قیام شهر رمضان : نعمة البدعة هذه' یعنی انها محدثة لم تکره واذا کانت لیس فیها رد لما مضی۔ هذا آخر کلام الشافعی رضی الله تعالی عنه"(٦)

(ترجمہ) "بِدعت' ب کے زیر سے' بدعت کا شرعی معنی ہے وہ نیا کام جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں نہ ہوا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں : حَسَنہ اور قبیحہ (سیئہ)۔ شیخ امام محمد عبدالعزیز بن عبدالسلام جو تمام علوم میں ماہر اور فائق ہیں اور جن کی جلالت اور امامت پر تمام کا اتفاق ہے' انہوں نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا : بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں : واجب' حرام' مستحب' مکروہ اور مباح۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کے جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کا قواعد شرعیہ سے موازنہ کیا جائے۔ اگر وہ بدعت قواعدِ ایجاب کے تحت داخل ہے تو واجب ہے' اور اگر قواعدِ تحریم کے تحت داخل ہے تو حرام ہے' اور اگر قواعدِ استحباب کے تحت داخل ہے تو مستحب ہے' اور اگر کراہت کے قاعدہ کے تحت داخل ہے تو مکروہ ہے' اور اگر اباحت کے قاعدہ میں داخل ہے تو مباح ہے۔

بدعاتِ واجبہ کی بعض مثالیں یہ ہیں : علمِ نحو کا پڑھانا جس پر قرآن و حدیث کا سمجھنا موقوف ہے۔ یہ اس لئے واجب ہے کہ علم شریعت کا حصول واجب ہے اور قرآن و حدیث کے بغیر علم شریعت حاصل نہیں ہو سکتا اور جس چیز پر کوئی واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتی ہے۔ بدعت واجبہ کی دوسری مثال قرآن و حدیث کے معانی جاننے کے لئے علمِ لغت کا حاصل کرنا' تیسری مثال دین کے قواعد اور

اصول فقہ کو مرتب کرنا' چوتھی مثال سندِ حدیث میں جرح و تعدیل کا علم حاصل کرنا' تاکہ صحیح اور ضعیف حدیث میں امتیاز ہو سکے۔ اور قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اپنی ضرورت سے زیادہ علم شریعت حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ علم مذکورۃ الصدر علوم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ بدعاتِ محرمہ کی بعض مثالیں قدریہ' جبریہ' مرجئہ اور مجسمہ کے نظریات ہیں' جبکہ ان لوگوں پر رد کرنا(۷) بدعاتِ واجبہ کی قسم میں داخل ہے۔۔۔۔ بدعاتِ مستحبہ کی بعض مثالیں یہ ہیں : سرائے اور مدارس بنانا اور ہر ایسا اصلاحی اور رفاہی کام جو عہد رسالت میں نہیں تھا' جیسے پورے رمضان میں جماعت تراویح' تصوف کی دقیق بحثیں اور بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے اور اس مقصد کے لئے جلسوں کا اہتمام' بشرطیکہ اس سے مقصود رضائے الٰہی ہو۔۔۔۔ بدعات مکروہ کی بعض مثالیں یہ ہیں : مساجد کی زیب و زینت (۸) اور مصحفِ قرآن کو مزین کرنا(۹)۔۔۔۔ بدعاتِ مباحہ کی مثالیں یہ ہیں : صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کرنا' کھانے پینے' پہننے اور رہائش کے معاملات میں وسعت کو اختیار کرنا' سبز چادریں اوڑھنا' کھلی آستینوں کی قمیض پہننا۔ بعض امور اختلافی ہیں' بعض علماء نے ان امور کو بدعات مکروہ میں شمار کیا ہے جبکہ بعض نے ان کو عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہؓ کی سنتوں میں داخل کیا ہے' جیسے نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے میں سنت ہونے یا نہ ہونے کا اختلاف ہے۔ یہاں تک امام عبد العزیز بن عبد السلام کی گفتگو ہے۔

اس کے بعد امام نووی فرماتے ہیں : امام بیہقی نے مناقب شافعی میں اپنی سند کے ساتھ امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ بدعات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کتاب' سنت اثر یا اجماع کے خلاف ہو' یہ بدعتِ سیئہ ہے۔ دوسری قسم وہ نئے کام ہیں جن میں خیر ہو' ان میں کسی عالم کا اختلاف نہیں اور یہ بدعت غیر مذموم ہے۔ حضرت عمر ؓ نے رمضان میں جماعت تراویح قائم کر کے فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ یعنی یہ وہ اچھا کام ہے جو پہلے نہیں تھا کیونکہ یہ شریعت کے خلاف نہیں (اس لئے اچھا ہے)۔ یہ امام شافعی کی مکمل عبارت ہے۔"

قارئین محترم! یہ تو بدعت کی وہ تعریف ہے جو اہل علم نے بیان کی اور اس سے یہ بات بخوبی واضح ہو گئی کہ ہر بدعت قابل نفرت عمل نہیں' جبکہ فاضل مضمون نگار (جناب جنجوعہ

صاحب) فرماتے ہیں کہ :

"بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ دین میں اچھے کام جو بعد میں شروع ہوں وہ تو بدعت نہیں کہلاتے حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ بدعات کہتے ہی ان امور کو ہیں جو اچھے سمجھ کر دین میں داخل کئے جائیں۔"(۱۰)

نیز اسی صفحہ کے ایک اور پیراگراف میں بدعت کے بارے میں وہ رقمطراز ہیں :

"پس معلوم ہوا کہ بدعت دین میں اس اضافی کام کو کہتے ہیں جسے رضائے الٰہی یعنی ثواب کی امید پر کیا جائے۔ مگر اس خوش نما کام کی انجام دہی کا طریقہ لوگوں کا خود ساختہ ہوتا ہے 'لٰہذا نتائج کے اعتبار سے وہ کام ناقص ٹھہرتا ہے۔"

فاضل مضمون نگار کی مندرجہ بالا رائے کے سلسلہ میں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ جن علماء دین نے قواعد اور اصول فقہ مرتب کئے' یا سند حدیث میں جرح و تعدیل کا فن ایجاد کیا' تاکہ صحیح و ضعیف حدیث میں تمیز ہو سکے' یا علم نحو کے قواعد مرتب کئے یا انہیں سہل بنانے کی کوشش کی' تاکہ دین کو سمجھنا آسان ہو سکے' یا جن علماء نے باطل نظریات کا رد کرنے کے لئے کتابیں لکھیں' ان سب کا یہ کام موصوف کے نزدیک کیا حیثیت رکھتا ہے؟ کیونکہ یہ سارا کام عہد رسالت و خلافتِ راشدہ کے بعد کا ہے اور اچھا سمجھ کر کیا گیا ہے' نیز ثواب کی امید پر کیا گیا ہے اور اپنے خود ساختہ طریقہ سے کیا گیا ہے۔ تو کیا اس سارے کام کو نہایت قابل نفرت قرار دے دیا جائے؟ ---- دین سے ایک معمولی اُنس رکھنے والا شخص بھی ظاہر ہے اس سارے کام کو قابل نفرت نہیں کہہ سکتا' بلکہ دین کا ادنیٰ سا طالب علم بھی علماء متقدمین کے ان علمی کارناموں کی تحسین کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ لیکن سوچئے اس سارے کام پر اگر بدعت کا لیبل چپکا کر اسے بدعت کی اس تعریف کے تابع کر دیا جائے جو مضمون نگار کا موضوعِ سخن ہے تو پھر دین کا کیا حلیہ بنے گا؟

علاوہ ازیں موجودہ دور میں وعظ و تذکیر کی محافل کے جو نئے انداز اختیار کئے گئے ہیں اور جن کے خاطر خواہ نتائج بر آمد ہو رہے ہیں کیا ان سب کو اسی طرح کی بدعت قرار دے کر بند کر دیا جائے جو "نہایت قابل نفرت ہے"۔ مثال کے طور پر بعض مساجد میں رمضان المبارک میں نماز تراویح میں یہ اہتمام کیا جاتا ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد ان رکعات میں

تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ و تشریح بیان کیا جائے۔ یہ کام عہد رسالت و خلافت راشدہ میں اس طرز پر اس اہتمام کے ساتھ نہیں ہوا' لیکن یہ موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت ہے تاکہ لوگ قرآن سے حقیقی استفادہ کر سکیں اور ان کا تعلق بالقرآن پختہ ہو۔ اب اگر اس عمل کو فاضل مضمون نگار کی نظر سے دیکھا جائے اور ان کی بیان کردہ بدعت کی تعریف کے مطابق اسے پرکھا جائے تو یقیناً یہ اسی طرح کی بدعت ہے جس کے بارے میں موصوف کا کہنا ہے کہ بدعت نہایت قابل نفرت ہے' لیکن اگر اسے بدعت کی اس تعریف پر جانچا جائے جو علماء متقدمین نے بیان کی ہے تو یہ امر' امرِ مستحسن ہے بلکہ فی زمانہ ضرورت کے لحاظ سے واجب کے درجہ میں نظر آئے گا۔

صرف یہی نہیں' اور بھی بہت سے امور جو بدعاتِ حسنہ ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ "ہر بدعت ایک سا حکم رکھتی ہے" یا "بدعت کتنی بھی خوشنما ہو وہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتی" یا "کسی امرِ بدعت کو جو فی نفسہٖ مستحسن ہے قبول کر لینے کا مطلب دین میں نقص تعلیم کرتے ہوئے اس نقص کی تلافی کی خاطر بدعت کو قبول کرنا ٹھہرے گا" تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ فکر صحیح نہیں' بلکہ یہ غلط مفروضوں سے اخذ کردہ غلط نتائج کا نتیجہ ہے۔

اجازت دیں تو افادۂ عام کی غرض سے یہ بھی عرض کر دیا جائے کہ علماء متقدمین نے تو بدعت کی بہت سی قسمیں (دو حسنہ و سیئہ سے بھی زاید) گنوائی ہیں جیسا کہ اوپر بیان کردہ علامہ نووی کے اقتباس سے ظاہر ہے۔ اور یہ صرف امام نووی ہی نہیں کہ جنہوں نے علامہ عبدالعزیز بن عبدالسلام کے حوالہ سے یہ بات کہی ہو بلکہ ملا علی قاری' شیخ عبدالحق محدث دہلوی' علامہ ابن عابدین شامی' علامہ محمود آلوسی' علامہ ابن حجر مکی' علامہ دشتانی مالکی' علامہ سنوسی مالکی' جناب قاضی عیاض' علامہ جلال الدین سیوطی' مولانا شبیر احمد عثمانی' علامہ وحید الزمان خاں وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) جیسے معروف اہل علم نے ہر دور میں بدعت کی بہت سی اقسام کو تسلیم کیا ہے۔ (۱۱) مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں :

"اما البدعة اللغوية فهي تنقسم الى مباحة ومكروهة

وحسنة وسيئة' قال الشيخ ولى الله من اصحابنا : من البدعة بدعة حسنة كالاخذ بالنواجذ لما حث عليه النبى ﷺ من غير عزم "(۱۲)

یعنی بدعت کی باعتبار لغت حسب ذیل اقسام ہیں : بدعت مباحہ' بدعت مکروہہ' بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ ہمارے اصحاب میں سے شیخ ولی اللہ نے کہا کہ بدعات میں سے بدعت حسنہ کو دانتوں سے پکڑ لینا چاہئے' کیونکہ نبی ﷺ نے اس کو واجب کیے بغیر اس پر برانگیختہ کیا ہے۔

جناب صدیق حسن خان بھوپالی جیسے معروف غیر مقلد عالم نے بھی کہا ہے کہ :

"بدعت وہ ہے جس سے اس کے بدلے میں کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔"(۱۳)

بدعت کی تعریف و تقسیم کے سلسلہ میں ہم نے صرف چند چیدہ چیدہ بزرگوں کے اقوال نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ اگر متقدمین و متاخرین کے تمام اقوال جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ ان اقوال کے پیش کرنے کا مقصد صرف اس ابہام کو دور کرنا ہے جو بدعت کے سلسلہ میں جناب محمد یونس جنجوعہ صاحب کے مضمون (شائع شدہ حکمت قرآن شمارہ دسمبر ۹۳ء) کی وجہ سے پیدا ہوا۔ چونکہ خدشہ تھا کہ موصوف کی بیان کردہ بدعت کی تعریف و تشریح سے ایک عام قاری ہر امر مستحسن کو بدعتِ سیئہ یا بدعتِ مطلقہ کا درجہ دے کر ان تمام مستحسن امور سے نفرت کرنے لگے گا جو زمانہ رسالت و خلافتِ راشدہ کے بعد ظاہر ہوئے اس لئے یہ وضاحتی تحریر موزوں کرنا ضروری ہوا۔

آخر میں اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کی توفیق مرحمت فرمائے اور بدعاتِ سیئہ سے مجتنب رہتے ہوئے بدعاتِ حسنہ مباحہ کی برکات سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ (آمین)

حواشی

۱۔ فاضل مضمون نگار نے مضمون کے پیراگراف ۲ کا آغاز اس طرح کیا ہے : "دین اسلام میں بدعت انتہائی قابل نفرت چیز ہے۔"

۲۔ سید شریف جرجانی (متوفیٰ ۸۱۶ھ) 'کتاب التعریفات' ص ۱۶' مطبوعہ مصر' ۱۳۰۶ھ
۳۔ ابن منظور افریقی 'لسان العرب' جلد ۸ ص ۶' مطبوعہ نشر ادب الحوزہ قم ایران' (۱۴۰۵ھ)
۴۔ علامہ ابن اثیر جزری' مجد الدین (متوفیٰ ۶۰۶ھ)' النہایہ جلد ا ص ۱۰۶' مطبوعہ مؤسسہ اسماعیلیان قم ایران
۵۔ علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفیٰ ۹۸۶ھ)' مجمع بحار الانوار' جلد ا ص ۸۰' مطبوعہ نو لکشور انڈیا۔
۶۔ ابو زکریا محی الدین بن شرف نودی (متوفیٰ ۶۷۶ھ) تہذیب الاسماء واللغات' جلد ا ص ۲۲' ۲۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
۷۔ (آج کے دور میں پرویزی' چکڑالوی' بہائی' مرزائی' رافضی' اسماعیلی' قادیانی نظریات کا رد)۔
۸۔ متاخرین فقہاء نے اسے جائز قرار دیا ہے۔
۹۔ یہ بھی علماء متاخرین کے ہاں جائز ہے۔
۱۰۔ پیراگراف ا صفحہ ۱۲' حکمت قرآن دسمبر ۹۳ء
۱۱۔ ملاحظہ کیجئے :-
(۱) ملا علی قاری' متوفیٰ (۱۰۱۴ھ) مرقات' جلد ا ص ۲۱۶' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان
(۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی' اشعۃ اللمعات' جلد ا ص ۱۲۵' مطبوعہ نو لکشور انڈیا۔
(۳) علامہ ابن عابدین شامی' رد المحتار' جلد ا ص ۵۲۳ھ' مطبوعہ مطبع عثمانیہ' ترکی۔
(۴) علامہ سید محمد آلوسی' روح المعانی' جزء ۲۷ ص ۱۹۲' دار احیاء التراث العربی۔
(۵) علامہ ابن حجر مکی' فتاویٰ حدیثیہ' ص ۱۳۰' مطبوعہ مصر۔
(۶) علامہ دشتانی مالکی' اکمال اکمال المعلم' جلد ۳' ص ۲۳' دار الکتب العلمیہ بیروت۔
(۷) علامہ عبد اللہ سنوسی' مکمل اکمال المعلم' جلد ۳ ص ۲۳' دار الکتب العلمیہ بیروت۔
(۸) جلال الدین سیوطی' الحاوی للفتاویٰ' جلد ا' ص ۱۹۲' فیصل آباد۔
(۹) علامہ شبیر احمد عثمانی' فتح الملہم' ص ۴۰۶' جلد ۲۔
۱۲۔ وحید الزمان' (متوفیٰ ۱۳۲۸ھ) ہدیۃ المہدی' ص ۱۱۷' مطبوعہ دہلی ۱۳۲۵ھ
۱۳۔ ایضاً